إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر۔ غلام نبی

فی پرچہ

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ر

جلد ۱۹	مطابق ۲۳ شعبان ۱۳۵۰ھ	یوم یکشنبہ	مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۲ء	نمبر ۷۹

مدینۃ المسیح

...ا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت ... شبانہ روز مصروف رہنے ... گلے میں تکلیف اور بخار کی شکایت ... کے لئے دعا فرمائیں ۔

... پر آنے والے مہمانوں کی ایک کثیر تعداد ... مگر ابھی تک بہت سے احباب یکم جنوری کو جمعہ ... کی غرض سے موجود ہیں ۔

۳۱ر دسمبر گیارہ بجے مسجد اقصےٰ میں جناب منشی نیاز علی ... ب میرٹھی نے ذکرِ حبیبؑ پر تقریر فرمائی ۔

انصار اللہ کے مجمع میں حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

احمدیت کی کامیابی پر یقین رکھو اور محبت و اخلاص سے دلوں کو فتح کرو

۲۹ر دسمبر ۱۹۳۱ء قبل دوپہر نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مسجد اقصیٰ میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں مختلف جماعتوں کے انصار اللہ جو سالانہ جلسہ کے موقع پر جمع تھے خصوصیت سے شامل ہوئے۔ ہر جماعت کے انصار اللہ کو ان کی جماعت کے نام کا جھنڈا دیا گیا۔ اور اپنے اپنے جھنڈے کے پاس بٹھائے گئے جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے ایک مختصر مگر پُرجوش تقریر فرمائی جس میں جماعت احمدیہ کے وسیع پروگرام کے پیشِ نظر اس کی ذمہ داریوں کی اہمیت بیان کی۔ اور تبلیغ احمدیت کے لئے احباب کو توجہ دلائی۔ آپ کے بعد مولوی عبد الغفور صاحب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ اور حافظ مبارک احمد صاحب نے بھی مختصر تقریریں کیں۔ کئی دن کی بے حد مصروفیت کی وجہ سے نقاہت اور کثرت اشغال کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی اس اجتماع کی اہمیت کی وجہ سے تشریف لائے۔ اور وقت کی تنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے چند منٹ تقریر فرمائی۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے :-

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ اچھی عبادت کونسی ہے۔ آپ نے فرمایا جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اور اصل بات بھی یہی ہے۔ کہ بہتر نیکی وُہی ہے جسے انسان نبھا سکے ؞

تبلیغ کا کام

ایسا ہی ہے۔ جیسے دریا کا پانی گر گر کر پتھروں کے کونوں کو رگڑ رگڑ کر گھسا دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ یہ کام ایک دو دن کا نہیں بلکہ سالہا سال کا ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

غیر مومن دل

پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ اور جب پتھروں کو ٹھیک کرنے کے لئے سالہا سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ تو دلوں کے لئے ظاہر ہے۔ کس قدر لمبے عرصہ کی ضرورت ہوگی۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ جب ہم نے تبلیغ کر دی۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سچی بات کو دُوسرا قبول نہ کرے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

حق کی مخالفت

سوائے شاذ و نادر لوگوں کے کوئی نہیں کیا کرتا۔ مخالفت لوگ اسی لئے کرتے ہیں۔ کہ اسے غیر حق یقین کرتے ہیں۔ بے شک حق کی مثال آفتاب کی ہے۔ لیکن جسے وُہ نظر ہی نہ آئے۔ اسے مار کر نہیں دکھایا جاسکتا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے۔ کہ اس کی آنکھوں کا ایک لمبے عرصہ تک علاج کیا جائے ؞

بعض دوست اس وجہ سے مایُوس ہو جاتے ہیں۔ کہ ہماری بات کوئی سُنتا نہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب خُدا تعالےٰ نے اپنے مسیح کو بھیجا۔ اور اس سے وعدہ کیا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤنگا۔ تو یہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالےٰ کی گواہی ہے۔ کہ اسے سب لوگ مان لیں گے۔ پھر کس قدر

حیرت کا مقام

ہے۔ کہ آپ پر ایمان لانے کا دعوےٰ رکھنے والا ایک شخص اگر یہ کہے۔ کہ لوگ مانتے نہیں۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اللہ تعالےٰ کی تکذیب کرے۔ اللہ تعالےٰ تو یہاں تک فرماتا ہے۔ کہ ساری دُنیا مان لے گی۔ اور نہ ماننے والے چوہڑے چماروں کی طرح رہ جائیں گے۔ اگر اللہ تعالےٰ کا یہ وعدہ سچا ہے۔ اور یقیناً سچا ہے۔ تو اس وقت لوگوں کا نہ ماننا ایک

عارضی بیماری

ہے۔ اور دُنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں۔ جو اپنے بیمار بچہ یا بیمار عزیز کا علاج اس لئے چھوڑ دے۔ کہ اسے جلد آرام نہیں آتا۔ لوگ علاج کرتے جاتے ہیں۔ حتےٰ کہ یا موت واقعہ ہو جاتی ہے۔ اور یا صحت اور جب جسمانی امراض میں یہ طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ کہ مشیت الٰہی کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ مایُوس ہو کر

رُوحانی امراض

کے علاج میں سستی یا کوتاہی کی جائے۔ چاہیئے۔ کہ جب تک موت واقعہ نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کوشش ترک نہ کی جائے ؞

پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تبلیغ

نہایت اہم کام

ہے۔ اور اس وقت کا جہاد ہے۔ تم میں سے کتنے ہیں۔ جو خواہش کرتے [illegible] کاش ہمیں جہاد کا موقعہ نصیب ہوتا۔ اور کتنے ہیں۔ جو مخالفوں کی گالیاں سُن کر پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ کہ کاش ہمیں اجازت ہوتی۔ اور ہم بھی مقابلہ کرتے۔ میں ایسے دوستوں کو بتاتا ہوں۔ کہ

اس زمانہ کا جہاد

یہی ہے۔ ہم مارنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ بلکہ مار کھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور جب تک استقلال نہیں دکھائیں گے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور جو اپنے اندر استقلال پیدا کرلیں گے۔ تو خدا تعالےٰ ان کے لئے غیر معمُولی نصرت کی راہیں کھول دے گا۔ اور پتھر سے بھی سخت دل موم سے بھی زیادہ نرم ہو جائیں گے۔

احمدیت کی ترقی

کے متعلق اللہ تعالےٰ کے کلام پر اتنا تو ایمان رکھو۔ کہ سال دو سال ہی اس پر عمل کر کے دیکھ لو۔ جن لوگوں کو خدا تعالےٰ سے محبت ہوتی ہے۔ وُہ تو اس کے کلام اور اس کے نام پر اپنے آپ کی بھی تکذیب کر لیتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کسی کو چوری کرتے دیکھا۔ اور اس سے دریافت کیا۔ لیکن اس نے کہا۔ خدا کی قسم ہے میں نے چوری نہیں کی۔ اس پر آپ نے کہا۔ کہ تو سچا ہے۔ میری آنکھوں نے غلطی کی ہوگی۔ یہ صرف

خدا کا نام

درمیان میں آجانے کی وجہ سے کہا۔ چہ جائیکہ اس کا کلام موجود ہو۔ اور اس پر یقین نہ ہو۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اور آپ کی

کامیابی کا وعدہ

فرمایا ہے۔ اس لئے یہ خیال کہ لوگ نہیں مانیں گے۔ بالکل غلط ہے۔ لوگ مانیں گے۔ اور ضرور مانینگے۔ شیطان کی روکاوٹیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ وُہ کُچلا اور پیس ڈالا جائے گا۔ جو لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔ وُہ

شیطان کے ساتھی

ہیں۔ پس استقلال کے ساتھ متواتر تبلیغ کرو۔ یقیناً اللہ تعالےٰ کی نصرت نازل ہوگی۔ اور چند سالوں بلکہ چند مہینوں میں ترقی کے نمایاں آثار نظر آنے لگینگے ؞

مبلغ کے لئے

ایمان اور اخلاص بے شک ضروری ہیں۔ مگر علم سے بھی اسے مدد ملنی چاہیئے۔ ہفتہ میں دو تین دن ایسے مخصُوص کر لئے جائیں۔ کہ اہل علم لوگ دوسرے احمدیوں کو علمی مسائل سکھائیں۔ مختلف دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف کتب لے لیں۔ مختلف حوالے وفات مسیح۔ ختم نبوت۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کیا سامان کرتا ہے۔ وغیرہ کے متعلق جمع کر کے دوسروں کو نوٹ کرا دیں۔ اسی طرح احادیث وغیرہ کے حوالے جمع کر کے مجلس میں سُنا دیں۔ اور خود بخود مطالعہ سے جتنی علمی ترقی سال بھر میں ہوسکتی ہے۔ اس طرح وُہ دو ہفتوں میں ہو جائے گی۔ اگر ایک اکیلا آدمی سال بھر میں سو کتابیں پڑھ سکتا ہے۔ تو اس طرح دو ہفتہ میں وُہ سب پڑھی جاسکیں گی۔ اور مجلس میں خلاصہ بیان کر کے ایک دو ہفتہ میں ہی اتنا علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جتنا سال بھر میں ؞

اس کے علاوہ جب کوئی شخص تبلیغ کے لئے جائے۔ چاہیئے۔ اس کے

دل میں رقّت

ہو۔ کیونکہ دل محبت سے نرم ہوتے ہیں۔ اپنے دلوں میں محبت پیدا کرو۔ جو انسان خالی فلسفہ اور دلیل سے کام لیتا ہے۔ وُہ رہتا ہے۔ دُنیا محبت اور اخلاص سے جیتی جاتی ہے۔ پس جن لوگوں میں تبلیغ کے لئے جاؤ۔ ان کے متعلق دل میں یہ محسوس کرو کہ یہ ہمارے بچے یا بھائی ہیں۔ اور مہلک مرض میں مبتلا ہیں۔ کسی عزیز کے خطرناک طور پر مریض ہونے کے وقت جو رقت دل میں ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ وُہی درد ان کے لئے بھی ہو۔ تب فائدہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ خالی دلیلیں کچھ نہیں کر سکتیں ؞

اگر دوست ان باتوں کو مدنظر رکھ کر تبلیغ کریں۔ تو [illegible] ترقی ہو سکتی ہے۔ کہ آئندہ سال انصار اللہ کی یہ چھوٹی چھو[ٹی] جھنڈیاں نہیں۔ بلکہ

بڑے بڑے جھنڈے

ہونگے۔ بڑی جماعت ہوگی۔ اور جلسہ اس چھوٹی جگہ میں نہ[یں] بلکہ وسیع جگہ میں منعقد ہوگا۔

اس کے بعد حضور نے دُعا فرمائی ؞

اعلان نکا[ح]

۱۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۱ء کو حضرت خلیفہ [illegible] نے میرے لڑکے مرزا محمد سعید کے نکاح کا اعلان [illegible] بابو غلام محمد صاحب لاہور کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ [illegible] فرمایا۔ خاکسار مرزا قدرت اللہ کوچہ چابک سواراں لاہور۔

۲۔ عبد الرحمٰن پسر چوہدری قلندر بخش صاحب سکنہ سٹر [illegible] ہوشیار پور کا نکاح بعوض یکصد روپیہ مہر خورشید بیگم بنت رحمت خان مٹھائی فروش قادیان آف سٹر [illegible] کے ساتھ جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں ۳۰۔ دسمبر ۱۹۳۱ء کو پڑھایا ؞ خاکسار نور احمد خان گارڈ مقبرہ بہشتی قادیان ؞

ارکان لیگ نے گمراہ غوغائیوں کو مزید شرمناک حرکات کے ارتکاب سے باز رکھنے اور مسلمانوں کو فتنہ سے بچانے کے لئے کی۔ نہایت کامیابی کے ساتھ صدر منتخب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس کے متعلق ایسوسی ایٹڈ پریس کو بھی لکھنا پڑا۔ کہ

"اجلاس میں شامل ہونے کے لئے مندوبین کی خاصی تعداد مختلف مقامات سے یہاں (دہلی) پہونچ گئی ہے"

اس شور و شر کو دیکھ کر جو لیگ کے جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے کیا گیا۔ ان دھمکیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو دہلی کے کانگرسی علماء نے ناگوار واقعات پیدا کرنے کے متعلق دیں۔ اس پراپیگنڈا پر نظر کرتے ہوئے جو لیگ کے جلسہ کو بالکل روک دینے کے متعلق کیا گیا۔ جس میں عوام الناس کے مذہبی جذبات کو بھڑکایا [گیا]۔ انہیں افعال شنیعہ کے ارتکاب کے لئے اشتعال دلایا گیا۔ اور [جس م]یں ہندو کانگرسی اخبارات نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کا مندرجہ بالا اعتراف بتاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ۔ معاملہ فہم۔ دور اندیش اور معقول پسند طبقہ پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور ہندوستان کے مختلف مقامات سے مندوبین کی ایک کافی تعداد شریک جلسہ ہوئی۔ جو لیگ کے جلسہ کی کامیابی کا بین ثبوت ہے۔

کانگرسی اخبارات کی بیہودہ سرائی

لیگ کے جلسہ کی یہ کامیابی کانگرسی اخبارات کو کیونکر گوارا ہو[سکتی تھ]ی۔ وہ اپنی امیدوں اور خواہشوں میں ناکام ہو کر نہایت اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اور چند آوارہ مزاج اور ادنے طبقہ کے لوگوں نے جو مذبوحی حرکات کیں۔ انہیں پیش کر کے مسلم لیگ [او]ر صدر کے خلاف بیہودہ سرائی کر رہے ہیں۔ چنانچہ [پرتا]پ" (۲۹ دسمبر) لکھتا ہے:-

"آل انڈیا مسلم لیگ کا جو اجلاس دہلی میں ہونے والا تھا چودھری ظفر اللہ خاں کو اس کا صدر منتخب کیا گیا تھا۔ دوسرے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا۔ لیکن منتظمان لیگ پر کچھ اثر نہ ہوا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب چودھری ظفر اللہ کی صدارت میں اجلاس [شرو]ع ہوا۔ تو شور مچ گیا۔ مخالفوں نے ظفر اللہ واپس چلے جاؤ کے [نعرے] لگائے۔ اور پنڈال پر قبضہ کر لیا"

ان سطور میں "پرتاپ" نے اگر دیدہ دانستہ غلط بیانی نہیں کی۔ تو اپنی ناواقفیت اور بے خبری کا ثبوت ضرور دیا ہے۔ [چودھر]ی صاحب کی صدارت میں اجلاس شروع ہونے پر نہ کسی نے شور مچایا۔ نہ نعرے لگائے۔ اور نہ پنڈال پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب [م]نگھڑت باتیں ہیں۔ جو محض لیگ کے اجلاس کو ناکام دکھانے کے لئے از خود بنائی گئی ہیں۔

دوسرا اخبار "ملاپ" (۲۸ دسمبر) لکھتا ہے:-

"مسلم لیگ کے قادیانی صدر چودھری ظفر اللہ خاں کی جو گت اب کے دہلی میں بنی ہے۔ اور سیاہ جھنڈوں سے آپ کا استقبال ہوا ہے۔ اس کی خبریں سن کر یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ مسلم لیگ اور اس کے صدر مسلمانوں کے کسی طرح نمائندے نہیں ہیں"

تیسرا اخبار "آریہ ویر" (۳۰ دسمبر) مندرجہ بالا امر کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"سمجھ نہیں آتی۔ کہ عام مسلمانوں کے اس سلوک کے باوجود قادیانی کس طرح مسلم حقوق کی نمائندگی وغیرہ کی رٹ لگاتے اور ان کے لئے ہندوؤں سے الجھتے ہیں"

کانگرسی اخبارات سے مطالبہ

لیکن یہی اخبار جو ان کانگرسی پٹھوؤں کی نامطبوع حرکات پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ انہیں پیش کر کے مسلم لیگ اور اس کے صدر کو مسلمانوں کی نمائندگی سے جواب دے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے احمدیوں کو ہندوؤں کا مقابلہ کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کہ جس شخص کے خلاف کچھ لوگ شور و شر کریں۔ وہ کسی کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح اس کی ایسی گت بنتی ہے جس پر کوئی شریف انسان خوشی محسوس کر کے اس کے خلاف زبان طعن دراز کر سکتا ہے۔ ہم اس قسم کی بیسیوں مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے سیاسی لیڈروں کے خلاف ایسی ایسی حرکات کی گئیں۔ جن کے مقابلہ میں دہلی کے ان آوارہ گردوں کی چند سیاہ جھنڈیاں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں۔ جن کی نسبت سر محمد یعقوب صاحب یہ بیان شائع کر چکے ہیں۔ کہ

"دہلی کے غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی صدارت کے خلاف جو شرارت پھیلائی گئی۔ وہ ان کانگرسی پٹھوؤں کی تیار کردہ تھی۔ جو پس پردہ اس نوع کے کام کیا کرتے ہیں۔ اور جن کا دماغی توازن اس وجہ سے اور بھی متزلزل ہو گیا تھا۔ کہ گول میز کانفرنس میں مسلم مندوبین کی یگانگت و اتحاد نے کانگرسی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور حاسد سخت پریشان ہو رہے تھے۔ کہ اب کیا کریں ناواقف طبقہ کی اس شورش کے باوجود میں دیکھتا ہوں۔ کہ دہلی کے مسلمانوں کا تعلیم یافتہ۔ سمجھ دار اور معاملہ فہم طبقہ ہمارے ساتھ ہے"

(پرتاپ ۳۰- دسمبر ۱۹۳۱ء)

گاندھی جی کے استقبال کے موقعہ پر کیا ہوا

دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تازہ اطلاعات ہی پڑھ لی جائیں۔ جو گاندھی جی کی ولایت سے واپسی پر ان کے استقبال کے وقت کی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں جنہیں "پرتاپ" نے "مہاتما گاندھی کی آمد پر بمبئی میں فساد ہو گیا" کے پورے صفحہ کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اور جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اچھوتوں کا ایک بہت بڑا ہجوم گاندھی جی کے خلاف مظاہرہ کرنے کیلئے سیاہ جھنڈیاں لے کر اس جگہ پہونچ گیا۔ جہاں ان کے استقبال کے انتظامات کئے گئے تھے ہجوم کا کانگرسی والنٹیروں سے سامنا ہو گیا۔ لاٹھیوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ بے شمار کانگرسی مجروح ہوئے۔ جن میں سے ۱۲ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا۔

گاندھی جی کے اعزاز میں جو جھنڈیاں۔ ماٹو۔ جھنڈے لگائے گئے تھے سب ضائع کر دیئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چاقو بھی چل گیا۔ جس سے تین اشخاص مجروح ہوئے۔ پولیس نے آ کر امن قائم کیا۔ اور ڈیڑھ ہزار لاٹھیاں قبضہ میں کیں۔

اب بتایا جائے۔ جس شخص کے استقبال کے موقعہ پر یہ واقعات پیش آ سکتے ہیں۔ وہ اگر سارے ہندوستان کا نمائندہ اور خصوصاً اچھوتوں کا سب سے بڑا خیر خواہ ہونے کا دعوے کر سکتا ہے۔ تو مسلم لیگ اور اس کا صدر چند سیاہ جھنڈیوں کے باعث جن کے حامل کانگرسیوں کے کارندے تھے۔ کیوں مسلمانوں کا نمائندہ نہیں ہو سکتا۔ اور گاندھی جی کو ہندوستان کا سب سے بڑا لیڈر کہنے والے کس منہ سے اس پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلم لیگ کا اجلاس دہلی باوجود فتنہ پردازوں کی انتہائی کوششوں کے نہایت کامیاب اور پوری شان کے ساتھ منعقد ہوا۔ اور کانگرسی ہندوؤں پر ایک بار اور ثابت ہو گیا۔ کہ جن لوگوں کو وہ آلہ کار بنا کر مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہونچانا چاہتے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے۔

جموں سے انگریزی فوجوں کی واپسی

نہایت ہی رنج و افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمانان جموں کی پے بہ پے التجاؤں، مسلمانان ہند کی پُر زور درخواستوں اور مسلمانان کشمیر کے حقوق اور مفاد کی سب سے بڑی ذمہ وارانہ نگہداشت کرنے والی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے گورنمنٹ ہند کو علاقہ ریاست میں انگریزی فوجوں کے قیام کی ضرورت اور اہمیت جتانے کے باوجود حکومت نے اپنی فوجوں کو واپس بلا لیا۔ اور علاقہ جموں کے بے بس اور بے کس مسلمانوں کو انہی بے رحم اور ناترس ڈوگروں اور دوسرے غیر مسلم حکام کے رحم پر چھوڑ دیا گیا۔ جو پہلے ہی ان کی تباہی و بربادی کو انتہا تک پہونچا چکے ہیں۔ اس سے مسلمان سوائے اس کے اور کیا سمجھ سکتے ہیں۔ کہ حکومت ہند دیدہ و دانستہ انہیں تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہی ہے۔ اور نہ صرف ان مظالم کا ازالہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جو اس وقت تک ریاست نے مسلمانوں پر کئے۔ بلکہ آئندہ بھی ان کی چیخ و پکار سننا نہیں چاہتی۔ مسلمانوں میں اس احساس کا پیدا ہونا گورنمنٹ ہند کے لئے موجودہ نازک ایام میں جن کی نزاکت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ کسی لحاظ سے بھی مفید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب حکومت مسلمانوں کو مظالم سے بچانے کا انتظام نہیں کر سکتی۔ تو مسلمانوں کے لئے بھی ایسے وقت میں خوشدلی اور جوش کے ساتھ مدد کرنا مشکل ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

آل انڈیا مسلم لیگ کے تازہ اجلاس کی کامیابی

صدر منتخب اور مسلم لیگ کے خلاف کانگرسی فتنہ کی ناکامی

گول میز کانفرنس کے مسلمان نمائندوں نے مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کے متعلق لنڈن میں گول میز کانفرنس کے اندر اور باہر جس قابل تعریف اتحاد اور اتفاق کا ثبوت دیا۔ جس ہوشمندی اور معاملہ فہمی سے گاندھی جی کی تمام چالبازیوں کو ناکام کیا جس خوبی اور عمدگی سے گورنمنٹ برطانیہ کے ذمہ وار ارکان اور عام پبلک پر مسلمانوں کے حقوق کی اہمیت اور معقولیت ثابت کی۔ وہ ان لوگوں کے خرمن ہوش و قرار پر بجلی بن کر گری۔ جو ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہزار کوشش کی۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ مسلمان مندوبین میں تفرقہ پیدا کر کے ان کے مطالبات کو کمزور اور ان کی آواز کو ضعیف بنا دیں۔ خود گاندھی جی نے اسی غرض کے لئے ہندو مسلم سمجھوتہ کا سارا دارومدار ڈاکٹر انصاری پر رکھ دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ جب تک حکومت ڈاکٹر انصاری کو گول میز کانفرنس میں شامل نہ کرے۔ وہ مسلمانوں کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں لیکن مسلمان نمائندوں کے اتحاد و اتفاق کے مقابلہ میں انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ اور ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔ آخر ان تفرقہ پرداز لوگوں کو جو بات انگلستان میں حاصل نہ ہو سکی۔ اس کے لئے انہوں نے ہندوستان میں جد وجہد شروع کر دی۔ اور مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو اپنی قوم سے غداری کر کے ان کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ اور جو اپنی قوم کے مفاد اور حقوق کو ہندوؤں کی رضاجوئی کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے میں پیش پیش ہیں۔ ان کو اپنا آلۂ کار بنا کر فتنہ انگیزی شروع کر دی۔

مسلم لیگ کے خلاف ریشہ دوانیاں

اس کے لئے سب سے پہلا موقعہ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کا منتخب کیا۔ جس کی صدارت کے لئے مسلم لیگ کے ذمہ وار ارکان نے جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔اے بیرسٹر ایٹ لاء کو ان کی سیاسی اور قومی خدمات کی وجہ سے منتخب کیا۔ جناب چوہدری صاحب موصوف نے جس قابلیت اور عمدگی کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کی گول میز کانفرنس میں نمائندگی کی۔ اس کی قوت اور زور کا اعتراف ان کے مدمقابل نمائندوں کو بھی کرنا پڑا۔ اور چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں زیادہ تر انہی امور پر غور و فکر کیا جانا تھا۔ جو گول میز کانفرنس کے مباحث کے سلسلہ میں پیش ہوئے۔ اور جو مسلمانوں کی آئندہ سیاسی زندگی کے لئے بطور روح سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے جناب چوہدری صاحب موصوف کے صدر منتخب کئے جانے پر کانگرسیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور انہوں نے اجلاس لیگ کو ناکام بنانے کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ لیکن چونکہ وہ خود سامنے آ کر مخالفت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی انجمن کی آواز کو کمزور کرنے کے لئے ان لوگوں کو آگے کر دیا۔ جنہیں سالہا سال سے وہ محض اس لئے پال رہے ہیں۔ کہ جب بھی مسلمانوں کی کوئی متحدہ آواز بلند ہونے لگے۔ وہ جہلا و عاقبت نا اندیش لوگوں میں اس کے خلاف شور و شر پیدا کر دیں۔ تا ان کے پیٹ بھرنے والے ہندو کہہ سکیں۔ کہ جو کچھ مسلمانوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے اس کے تو خود مسلمان ہی مخالف ہیں۔ پھر اسے کیونکر کوئی وقعت دی جا سکتی ہے۔ اور کس طرح ان مطالبات کو مسلمانوں کی طرف سے سمجھا جا سکتا ہے۔

شور و شر میں کانگرسیوں کا ہاتھ

چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے منتخب صدر کے خلاف جس قدر شور و شر پیدا کیا گیا۔ وہ اسی بنا پر اور اسی غرض سے تھا۔ جس کا بین ثبوت اس امر سے بھی مل سکتا ہے۔ کہ ہندو خبر رساں ایجنسیوں نے بڑے اہتمام اور غیر معمولی سرگرمی کے ساتھ شرارت پیدا کر[illegible] والوں کی امداد کی۔ کانگرسی اخباروں نے نہ صرف ان خبر[illegible] نمایاں طور پر شائع کیا۔ بلکہ ان کی تائید اور حمایت میں اپنی طرف سے بھی مضامین لکھے۔ حالانکہ جس بات پر مخالفت کی بنیاد رکھی گئی۔ وہ اس قدر بودی اور اس قدر لچر ہے۔ کہ کوئی عقلمند اور غیر متعصب اسے ذرا بھی وقعت نہیں دے سکتا۔ صدر موصوف کی مخالفت کی وجہ یہ نہیں تھی۔ کہ مخالفین کو ان کی قابلیت اور مسلمانوں کی سیاسی خدمات سے انکار تھا۔ نہ یہ تھی۔ کہ گول میز کانفرنس کے اہم مباحثات میں مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کی انہوں نے جو حفاظت کی۔ اس پر کسی کو اعتراض تھا۔ بلکہ صرف یہ تھی۔ کہ وہ احمدی ہیں۔ چنانچہ ایسوسی ایٹڈ پریس نے بھی مخالف پارٹی کا ذکر کرتے ہوئے یہی لکھا۔ کہ "پارٹی مذکور چوہدری ظفر اللہ خاں کی صدارت کے خلاف ہے کیونکہ وہ احمدی ہیں"۔ حالانکہ کون نہیں جانتا۔ آل انڈیا مسلم لیگ خاص فرقہ اور خاص عقیدہ کے مسلمانوں کی فرقہ وارانہ انجمن نہیں۔ بلکہ ہر عقیدہ اور ہر فرقہ کے مسلمانوں کی سیاسی لحاظ سے نمائندہ پارٹی ہے اور کئی ایک احمدی افراد کا بحیثیت ممبر اس میں شریک ہونا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ سے احمدیوں کو بھی ویسا ہی تعلق ہے۔ جیسا کسی اور فرقہ کے مسلمانوں کو۔

لیگ کے سابقہ صدر

پھر لیگ کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ اس کی صدارت کے لئے کس[illegible] کو منتخب کرتے وقت اس کے مذہبی عقائد کبھی زیر بحث نہیں [illegible] گئے۔ اور نہ آج تک اس بنا پر کسی صدر کے خلاف آواز اٹھائی گئی ہے۔ مثلاً سر شفیع مسلم لیگ کی صدارت کر چکے ہیں۔ جو حنفی ہیں۔ سر [illegible] سر علی امام صدر بنائے گئے۔ جو شیعہ ہیں۔ مہاراجہ صاحب م[illegible] نے لیگ کی صدارت کی۔ وہ بھی شیعہ تھے۔ ہز ہائی نس سر آغا[illegible] کو ولایت سے لیگ کی صدارت کے لئے بلایا گیا۔ جو اسمٰعیلی فرقہ کے مذہبی پیشوا ہیں۔ اور جن کے عقائد عام مسلمانوں سے بالکل جدا ہیں جب ان اصحاب کے خلاف ان کے مذہبی عقائد کو آڑ بنا کر کبھی آواز نہ اٹھائی گئی۔ تو اب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی اس بنا پر مخالفت کرنا کہ وہ احمدی ہیں۔ پرلے درجہ کی حماقت اور بے[illegible] نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ لیکن جو لوگ اپنی عقل و فکر دوسروں کے [illegible] بیچ چکے ہوں۔ جو دوسروں کے اشاروں پر چل رہے ہوں۔ جو قوم سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہوں۔ ان سے حماقت اور بے ہودگی کے سوا توقع ہی کیا ہو سکتی ہے۔

لیگ کا کامیاب اجلاس

غرض یہ ہے وہ بنا جس پر آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی کے صدر کی مخالفت کی گئی۔ اور جسے ہر معقول پسند اور سمجھ دار مسلمان نے نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ آخر مقررہ وقت پر لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور سوائے جلسہ گاہ کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت حکم عدل

مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مبلغ شام و مصر کی تقریر جو انہوں نے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء کو کی

اوائل اسلام میں امت محمدیہ نے جس اتحاد و اتفاق اور حقیقی اخوت کا نمونہ دکھلایا۔ دوسری قوموں میں اس کی نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی پاک کتاب قرآن میں ان کی بنیان مرصوص کے ساتھ تشبیہ دی۔ اور یؤثرون علےٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا انہیں سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ خود غرضی ان سے کوسوں دور تھی۔ ان کے اعمال و افعال کی وحید غرض اعلاء کلمۃ اللہ تھی۔ وہ اپنے نفوس و اموال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے موجب سعادت خیال کرتے تھے۔ اور اسی میں ان کی بےنظیر کامیابی کا راز تھا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے علم پاکر فرمایا۔ میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ وہ تفرق و تشتت کا شکار ہو جائیگی۔ باہمی محبت و ہمدردی جاتی رہیگی۔ تباغض و تحاسد کا بازار گرم ہوگا۔ اور اخلاقی حالت نہایت درجہ بگڑ جائیگی۔ اور بوجہ اختلاف رائے کے حقد اور حسد اور درندوں کی خصلتیں پھیل جائینگی۔ طبائع سے تحمل و بردباری کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ تہور اور بیجا غضب ان کی بجائے پیدا ہو جائینگے اس وقت ان کی حالت بعینہٖ یہود کی سی ہوگی۔ وہ دنیا کے کیڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھا جانیکا قصد کریں گے۔ اس اندرونی تفرقہ اور بغض و عداوت کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ دوسری اقوام کی نظروں میں حقیر اور ذلیل سمجھے جائیں گے تب ان کی کمزوری اور معکوس ترقی کو دیکھ کر غیر اقوام ان پر حملہ آور ہوں گی۔ اور اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب ہو جائینگی۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ کا بحر رحمت تموج میں آئیگا۔ اور اپنی سنت قدیمہ کے مطابق ایک حکم عدل کو مبعوث کرے گا۔ جو مسلمانوں کے اندرونی اختلافات اور تفرقوں کا فیصلہ اور تمام ادیان باطلہ پر دین اسلام کا غلبہ ظاہر کرے گا۔

حکم عدل کی آمد کا زمانہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں حکم عدل کی آنے کی پیشگوئی کی ہے۔ اسی کے ضمن میں اس کی آمد کے زمانہ کی بھی علامت بیان فرما دی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحروب و اما مکم منکم۔ اے مسلمانو! تم اپنی اس حالت کا اندازہ تو لگاؤ۔ جب تم میں ابن مریم حکم عدل کی حیثیت سے نازل ہوگا۔ اور صلیب کو پاش پاش اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اور وہ صلح کا عاشق اور امن و سلامتی کا شاہزادہ ہوگا۔ دین کے لئے جنگ نہیں کریگا۔ اور وہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا

اس حدیث کے الفاظ بالتصریح حکم کی آمد کا وہی زمانہ بتا رہے ہیں۔ جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ کیف انتم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا۔ کہ اے امت محمدیہ تمہاری حالت بنی اسرائیل کی سی ہوگی۔ وہ زمانہ بلحاظ تمہاری حالت کے بالکل اس زمانہ کے مشابہ ہوگا۔ جس میں ابن مریم علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ اس لئے تم بھی اپنی اصلاح کے لئے ایک ابن مریم کے محتاج ہوگے۔ جو حکم عدل کی شان سے نازل ہوں گے۔ یعنی وہ تمہارے اندرونی تنازعات کا فیصلہ کرینگے۔ مسلمان بعض معتقدات میں عیسائیوں کے معتقدات سے مشابہ ہونگے۔ جس کی وجہ سے ان پر اہل صلیب کا غلبہ ہوگا۔ اور انہیں قوت دفاع نہ ہوگی۔ اسلئے ابن مریم کسر صلیب کرینگے۔ اور صلیبی عقیدہ کا ادلہ قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بطلان ظاہر کرینگے۔ چنانچہ ویقتل الخنزیر میں اشارہ کیا۔ کہ تہور اور بیجا غضب اور دوسری قسم کی بداخلاقیاں جو پیدا ہو چکی ہونگی۔ اپنی توجہات روحانیہ سے انکا استیصال کریں گے۔ اور چونکہ اس وقت دینی معاملات میں کسی پر جبر نہ ہوگا۔ اس لئے وہ دینی جنگ کی بجائے براہین اور دلائل کے ذریعے اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ ظاہر کریں گے۔ و امامکم منکم میں بتایا۔ کہ اس وقت غیر اقوام اتفاق و اتحاد سے تمہارے خلاف کوشش کر رہی ہوں گی۔ مگر تم پراگندگی کی حالت میں ہوگے۔ اسوقت ابن مریم کو تمہارا امام بنا کر بھیجا جائیگا۔ جن کی تمہیں اقتداء کرنا ہوگی۔ اور چونکہ امت محمدیہ خیر الامم ہے۔ اس لئے اس کا امام بھی کسی غیر امت سے نہیں آئیگا۔ بلکہ فرمایا۔ اے مسلمانو! وہ ابن مریم جو تمہارا امام بن کر آئیگا۔ وہ تم میں سے ہی ہوگا۔

ان مذکورہ بالا علامات کو مدنظر رکھ کر جو شخص بھی موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت کا بغور مطالعہ کریگا۔ اسے اعتراف کرنا پڑیگا کہ اگر یہ پیشگوئی سچی ہے۔ تو یہی حکم عدل کے ظہور کا زمانہ ہے امت محمدیہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور بڑے بڑے علماء اس کی شہادت دے چکے۔ آج سے ساٹھ برس پہلے نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۵۵ میں حدیث لتفترق امتی کی تشریح کرتے ہوئے لکھا:۔ ”پس حقیقت دریں وقت منحصر در فقیہاں است و مقلدین ائمہ اربعہ و ظاہریہ و اہلحدیث ہمہ از ایشاں اند“ اور اسی طرح حدیث لتتبعن سنن من قبلکم کہ تم یہود و نصاریٰ کی پیروی کرو گے۔ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔ ”و امروز مصداق اتم ایں خبر در اسلامیاں موجود و مشہود است!!

مسلمان اخبارات بھی وضاحت سے لکھ چکے ہیں۔ مثلاً

(۱) ”اخبار وکیل ۱۰ر جنوری ۱۹۲۳ء لکھتا ہے:۔

”مسلمانوں نے پہلے تو انفرادی زندگی میں یہود اور نصاریٰ کی اتباع کی اب اجتماعی زندگی میں کرنے لگے“

(۲) اخبار ”زمیندار“ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مخاطب کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

”تم کہلاتے تو میری امت ہو۔ مگر کام یہودیوں۔ بت پرستوں کے کرتے ہو۔ تمہارا شیوہ وہی ہو رہا ہے۔ جو عاد و ثمود کا تھا۔ کہ اب رب العالمین کو چھوڑ کر بعل۔ یغوث نسر اور یعوق کی پرستش کر رہے ہو۔ (۳) پھر یہی اخبار لکھتا ہے۔

”تم نے اپنا کوئی محور نہیں قرار دیا جس پر تم سجھو کہ گردش ہوتی تم نے آجتک یہودیت کی راہ اختیار کی۔ اور اسی پر چلے۔ اور اسی لئے مصداق بنے علیہم الذلۃ والمسکنۃ کے عذاب میں مبتلا ہو۔

(زمیندار ۲۱ر جولائی ۱۹۳۱ء)

(۴) اخبار البشیر اٹاوہ دسمبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:۔

”پیغمبر آخرالزمان کے وقت عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی۔ ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھو۔ اور پھر آج کل کے علمائے اسلام کا ان سے مقابلہ کرو۔ تو صاف طور پر ثابت ہو جائیگا۔ کہ آج بہت سے علمائے اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ فوٹو ہے۔ اس زمانہ کے علمائے یہود اور علمائے نصاریٰ کا“

(۵) اخبار اہلحدیث امرتسر اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں لکھتا ہے

”قرآن میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں۔ کچھ نہیں۔ افسوس آج ہم اہلحدیثوں میں یہ عیب با[illegible] ظاہر ہے۔ کہ جب علامات پوری ہو چکیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ابن مریم بھی امام اور حکم عدل کی حیثیت سے نازل ہو۔

حکم [illegible] ہونا

عربی زبان میں ایک چیز کا نام بوجہ مشابہت کے دوسری چیز پر اطلاق کرنے کو مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مخاطب مشبہ بہ کے صفات اور کمالات سے واقف ہوتا ہو۔ تو دوسری چیز بھی مشبہ بہ کے صفات و مزایا سے کلی طور پر متصف ہوتی ہے۔ لیکن مخاطب کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ اسکی صفات کو مفصل طور پر علیحدہ بیان کرنے کی بجائے مشبہ بہ کا نام دیکر مخاطب کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ رازی اپنی تفسیر جلد ۲ صفحہ ۶۸۵ پر فرماتے ہیں۔ اطلاق اسم الشیء علی ما یشابھہ فی اکثر

خواصہ وصفاتہ جائز حسن" کہ ایک چیز کے اسم کا دوسری چیز پر جو اس سے اکثر خواص وصفات میں مشابہ ہو۔ اطلاق کر دینا جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ اور جب مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان تشبیہ بلیغ پائی جاتی ہو۔ تو صرف تشبیہ کو درمیان سے حذف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ شہسوار کو عنتر اور سخی کو حاتم کے نام سے پکارا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ میں ہر ایک شابہ بر فرعون کو فرعون اور اس کے ہلاک کرنے والے کو موسیٰ اور ہر دجال کے فتنہ کو فرو کرنے والے کو عیسیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ پھر یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علمائے امت کو انہی القاب سے یاد کیا جن سے علمائے یہود کو قرآن مجید میں پکارا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ یکون فی امۃ فزعۃ فتصیر الناس الیٰ علمائھم فاذاھم قردۃ وخنازیر یعنی میری امت میں ایک نہایت ہولناک گھبرا دینے والا حادثہ ہوگا۔ تب لوگ اپنے علماء کے پاس اعانت طلب کرنے کے لئے جائیں گے۔ مگر انہیں بندروں اور سوروں کی صورت میں پائیں گے یعنی جیسے بندر دوسرے کی بغیر سوچے سمجھے تقلید کرتا ہے۔ اسی طرح زمانہ کے علماء متقدمین کی اندھا دھند تقلید کرنے کے عادی ہونے کی وجہ سے اپنی عقول اور قوت فکریہ کو معطل و بیکار کر چکے ہونگے اس وجہ سے اغیار کے حملوں کے دفاع سے عاجز ہوں گے۔ کیونکہ جب انسان اپنی عقل کو عدم استعمال کھو بیٹھتا ہے۔ اور مادہ تفکر اس میں باقی نہیں رہتا۔ تو اس سے تحمل و بردباری کی قوت مسلوب ہو جاتی ہے اور جب وہ اپنی رائے کے خلاف رائے سنتا ہے تو اس پر غور کر کے جواب دینے کی بجائے سب وشتم اور غیظ وغضب کا مظاہرہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اس پر ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں اور اس کی اخلاقی حالت بغایت درجہ بگڑ جاتی ہے پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت کے علماء بندر اور سور بن جائیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہود کے متعلق فرمایا۔ وجعلنا منھم القردۃ والخنازیر۔ کہ ہم نے یہود سے ایک گروہ کو بندر اور سور بنا دیا۔ یہی وہ راز اور حکمت تھی جس کی وجہ سے امت محمدیہ میں آنے والے مصلح کو مسیح اور ابن مریم کے نام سے پکارا گیا۔ اور اس کے مخالف علماء کو یہود کا نام دیا۔ چنانچہ خود حکم عدل نے اپنے پاک الفاظ میں اس راز کو بطور سوال وجواب یوں ادا فرمایا ہے ؎

مردم نااہل گویندم کہ چوں [illegible]
بشنو از من ایں جواب شاں کہ اے قوم حسود
چوں شما شد یہود اندر کتاب پاک نام
پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہر یہود
ورنہ از روئے حقیقت تخم ایشاں نیستید
نیز ہم من ابن مریم نیستم اندر وجود
گر نبودندے شما را خوے ہم اثر
از شما شد ہم ظہورم پس ز غوغا چہ سود

حکم عدل کی شان نبوت

حکم عدل کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ نبی ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ سے الہام

یافتہ اور مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتا۔ کیونکہ اگر اس کے فیصلے کا انحصار بھی قوائے دماغیہ پر ہوتا۔ تو غلطی کا امکان تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کہنا جس کے معنی الفاصل یعنی فیصلہ کرنے والے کے ہیں۔ عدل کا لفظ فرمانا دلیل ہے اس بات کی۔ کہ اس کا خدا سے اس قدر مضبوط تعلق ہوگا۔ کہ وہ ہر ایک بات میں اپنی خاص وحی اور مکالمہ سے اس کی رہنمائی کرے گا۔ اور اس کے فیصلوں کو ماننا ہر ایک شخص پر فرض ہوگا۔

نیز خدا تعالیٰ کی قدیم سے ہی سنت ہے کہ وہ اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیاء ہی کو مبعوث کیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ (البقرہ) کہ لوگ ایک امت تھے۔ پھر انہوں نے اختلاف کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیاء کو کتاب دیکر مبشر اور منذر بنا کر بھیجا۔ فرمایا۔ ولما جاء عیسیٰ بالبینات قال قد جئتکم بالحکمۃ ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ فاتقوا اللہ واطیعون (زخرف) جب عیسیٰ علیہ السلام کھلے کھلے دلائل اور نشانات لے کر آئے۔ تو کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس حکمت اور دانشمندی کی باتیں اور حقیقی فلسفے کر آیا ہوں جس پر عمل کر کے تم دوسروں پر غالب آ سکتے ہو نیز میری آمد کی ایک غرض یہ بھی ہے۔ کہ میں ان اختلافات اور تنازعات کا جو تم میں پائے جاتے ہیں۔ حل بیان کروں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور اسی کو اپنے لئے سپر حفاظت بناؤ۔ اور میری باتوں کو مانو۔

ان تمام آیات سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ قوموں کے تنازعات اور اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء ارسال کیا کرتا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسیح محمدی کی نسبت حکم عدل فرمانا ان کے نبی ہونیکا قطعی ثبوت ہے۔ علاوہ ازیں امت محمدیہ کے حکم عدل کے لئے ضروری تھا۔ کہ وہ امت موسویہ کے حکم عدل کے مقابل بڑی شان نبوت کے ساتھ آئے تا دونوں سلسلوں یعنی سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ میں تقابل تام ہو۔

پھر اگر کسی رسول اور نبی کی فوقیت اور فضیلت کا سبب اس کی بعثت کا عام ہونا اور اس کے دائرہ دعوت وتبلیغ کا وسیع ہونا ہے تو امت محمدیہ کے حکم عدل کی علو شان اور بلندی مرتبہ کا بھی ان کے دائرہ دعوت وتبلیغ کی وسعت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وہ کس پایہ اور مرتبہ کا مصلح ہے۔ پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء پر فضیلت کا ایک باعث تمام دنیا کی طرف بھیجا جانا ہے۔ اسی طرح آپ کے بروز کا بھی تمام عالم کی اصلاح اور مذہبی تنازعات کے فیصلہ کے لئے بھیجا جانا مسیح موسوی کی شان کے مقابلہ میں ان کی شان کے بلند واعلیٰ ہونے کو ظاہر کر رہا ہے۔ نیز جیسا کہ امت محمدیہ امت موسویہ سے بہتر اور افضل ہے۔ اسی طرح ضروری ہے۔ کہ اس کا حکم

بھی امت موسویہ کے حکم سے بڑھ کر شان ومرتبہ رکھتا ہو۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص جو ایک چھوٹی سی امت کے اختلافات کے فیصلہ اور ان کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا۔ وہ اپنی شان میں اس شخص کے برابر ہو۔ جو تمام عالم کی ہدایت اور ان کے دینی تنازعات کے فیصلہ کرنے کے لئے آیا۔ پھر جب ہم اس فتنہ وفساد کی طرف دیکھتے ہیں۔ جو حدیث میں فتنہ دجال اور فتنہ یاجوج ماجوج سے تعبیر کیا گیا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں۔ کہ آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک اس فتنہ کی نظیر نہیں ہوگی۔ اور حضرت نوح سے لیکر تمام انبیاء اس کے فتنے سے ڈراتے رہے ہیں۔ روحانیت سوز اشیاء ہونگی۔ اور فتن خارجیہ کے علاوہ جو داخلی فتن ہونگے۔ ان کی اصلاح بواسطہ وحی الٰہی کرنا اور دجالی فتن کو پاش پاش کر کے اسلام کا تمام ادیان پر تفوق وغلبہ ثابت کرنا امت محمدیہ میں سے آنے والے حکم عدل کے رفیع منزلت رسول ہونے اور اس کی عزت وعظمت اور بلندی شان کا پتہ دیتا ہے

حکم کی بعثت

چونکہ حکم کی شان کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ بہت سے لوگوں کے فہم اور سمجھ کے مخالف حق اور عدل کے ساتھ حکم کرے۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ جیسا کہ حکم سے نادان وجاہل لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایسا ہی امت محمدیہ کے حکم عدل کی مخالفت کرنیوالے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جیسا انبیاء اولین کی تکذیب اور مخالفت ہوتی رہی ہے۔ اسی طرح اس کی بھی تکذیب اور مخالفت ہوتی۔ پس وہ حکم عدل جس کی اس چھوٹی سی بستی سے جس میں آج آپ لوگ محبت وپیار سے دور دور دراز سے جمع ہوئے ہیں مبعوث ہوا۔ اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر عام اعلان کیا

"وہ حقیقی اور واقعی مسیح موعود جو وہی درحقیقت مہدی بھی ہے جس کے آنے کی بشارت انجیل اور قرآن میں پائی جاتی ہے اور احادیث میں بھی اس کے آنے کے لئے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ میں ہوں۔ مگر بغیر تلوار اور بندوقوں کے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کیساتھ خدا کیطرف لوگوں کو توجہ دلاؤں۔ جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیر ہے اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے۔ اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے۔ وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا۔ جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے۔ کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کی سچے خدا کی طرف رہبری کروں۔ اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اس نے عجیب کام دکھلائے ہیں۔ اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہیں میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔ اس لئے ان روحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں۔ اور تاریکی سے خوش ہیں (مسیح ہندوستان میں)"

آپ کے چند فیصلے

۱۔ وفاتِ مسیح

اب میں آپ کے چند فیصلوں کا ذکر کرتا ہوں۔ لیکن سب سے پہلے میں ان اختلافات کو لوں گا۔ جو آپ کے دعوے سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے پہلا امر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حیات و ممات کا مسئلہ ہے۔ یہ اس قدر عظیم الشان مسئلہ ہے۔ کہ جس پر مسیحیت کی موت و حیات کا مدار ہے۔ جس شخص کو پادریوں کی کتابوں کے مطالعہ کا موقعہ ملا ہوگا وُہ جانتا ہے۔ کہ ان کی تمام تبلیغ کا لب لباب مسیح کی آسمانی حیات اور پھر آخری زمانہ میں نزول کا مسئلہ ہے۔ مسیح کی آسمانی حیات کے عقیدہ نے مسلمانوں کو اتنا ضرر پہونچایا ہے۔ کہ جس کی پہلی صدیوں میں نظیر نہیں ملتی۔ لکھوکھا مسلمان اسلام کو ترک کر کے عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ اس مسئلہ میں ائمہ سلف کا اختلاف ہوا ہے۔ امام مالک رح کا یہی مذہب تھا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اسی طرح دوسروں کا بھی ہوگا۔ لیکن ان کے مقابل امت میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جو ان کی آسمان میں حیاتِ مادی کے قائل تھے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بحیثیت حکم عدل کے ان دونوں فریق کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا۔ کہ وُہ جنہوں نے یہ سمجھا۔ کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ ہیں۔ اور وہی پھر دوبارہ نازل ہونگے وہ غلطی پر ہیں مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک درگزر کے لائق۔ کیونکہ ان پر اسکی حقیقت نہ کھلی تھی۔ اور ان لوگوں کو سچا ٹھیرایا۔ جو مسلمانوں میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طبعی موت کے قائل تھے۔ اور قرآن کریم کی تیس آیتوں سے حضرت عیسےٰ ع کا فوت ہونا ثابت کر دیا اور بدلائل قاطعہ ظاہر کر دیا۔ کہ اسی امت میں سے ایک کو مسیح ابن مریم بنا کر بھیجے گا۔ سو وہ مسلمانوں میں سے ہی آئے گا جیسا ابن مریم بنی اسرائیل میں سے ہی آیا۔

پھر آپ نے اس فیصلہ کی تائید میں جو وحی الٰہی کی بنا پر کیا۔ اپنے مثیل کے فیصلہ کی نظیر پیش کی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر ذرہ انصاف ہو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام اس عقیدہ کے مخالف تھے۔ کہ کوئی آسمان پر جا کر پھر دُنیا میں آتا ہے۔ اسی لئے جب ان سے الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے بارے میں یہودیوں نے پوچھا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ... جن کی رُو سے مسیح کے ظہور سے پہلے الیاس کا دوبارہ دنیا میں آنا ثابت ہوتا تھا تو عیسےٰ علیہ السلام نے یہ اعتراض سنکر فرمایا۔ کہ یوحنا نبی جو تم میں موجود ہے۔ یہی الیاس ہے۔ جس نے قبول کرنا ہے۔ قبول کرے۔ لیکن یہود آپ کی اس تاویل کو سنکر بہت بگڑے۔ اور ان کو کافر اور بدعتی اور اجماع امت کے برخلاف بات کہنے والا قرار دیا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور ان کو یہی سُنائی۔ کہ آنے والے ایلیا نبی سے مراد یوحنا نبی ہے۔ پس کیا عقلمندوں کے لئے ایلیاس نبی کے دوبارہ آنے کا قصہ جس کی وجہ سے کئی لاکھ یہودی حضرت عیسےٰ ع کو رد کر کے واصل جہنم ہو گئے۔ عبرت کا مقام نہیں؟

غرضیکہ آپ نے ادلہ قرآنیہ اور احادیثیہ اور تاریخیہ اور عقلیہ سے وفاتِ مسیح اور اس کے عدم رجوع کے مسئلہ کو ایسے طور پر ثابت کیا۔ کہ مخالفین کی کمریں ٹوٹ گئیں۔ اور ہر ممکن طریق سے اس مسئلہ پر بحث کرنے سے گریز کرنے لگے۔ چنانچہ میں اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر شہادت دیتا ہوں۔ کہ بلادِ عربیہ میں کوئی منکر حیات مسیح کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ اگر آپ میرے اس فیصلہ کو نہیں مانتے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کا مصداق یقین نہیں کرتے۔ حالانکہ مسیح موعود کے آنے کی تمام علامات پوری ہو چکی ہیں۔ تو "ایسے خیال کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اس پیشگوئی کو ہی ایک جھوٹی پیشگوئی قرار دیدینگے۔ اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دروغگو سمجھ لیں گے۔ اور اس طرح پر ایک وقت آتا ہے۔ کہ یکدفعہ لاکھوں آدمی دینِ اسلام سے مرتد ہو جائیں گے۔" (تحفہ گولڑویہ)

ایسا ہی ہوا۔ اور اب شیخ رشید رضا، ایڈیٹر المنار۔ اور شیخ علی سرور الزنکلونی جو ایک مکفر ازہری عالم ہیں۔ اور اسی طرح شیخ محمود محمود وکیل جمعیۃ مکارم الاخلاق جیسے بڑے بڑے عالم وفاتِ مسیح کے قائل ہو کر اس پیشگوئی کے منکر ہو گئے۔ کہ امتِ مسلمہ کے لئے کوئی مسیح اور مہدی بھی آئے گا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ عقیدہ ایسا خطرناک ہے۔ جو امت محمدیہ کی ہلاکت کے مترادف ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مصلح نہیں آئے گا۔ تو لوگ قعرِ ضلالت میں روز بروز گرتے چلے جائیں گے۔ اور الحاد اور بدعات کا دور دورہ ہوگا نیز یہ عقیدہ اس بات کو بھی مستلزم ہے۔ کہ امتِ محمدیہ نہایت ہی بدقسمت امت قرار دیجائے۔ جو یہود کی تمام رزائل اور شرور اور بداخلاقیوں کی تو کامل طور پر وارث ہوئی۔ مگر انعاماتِ الٰہیہ میں ان کے مقابل پر محروم و بے نصیب رہی۔ لیکن حق وہی ہے۔ جو حکم عدل نے بیان کیا۔ مبارک ہیں وہ جو قبول کریں۔

۲۔ کسرِ صلیب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے اعمال جلیلہ میں سے ایک عمل کسرِ صلیب بھی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ وُہ صلیبی عقیدہ کا یقینی دلائل اور قطعی اثباتات سے بطلان ظاہر کرے گا۔ چنانچہ آپ نے وفاتِ مسیح اور اس کی ہجرت ... سے اس عقیدہ پر ایسی کاری ضرب لگائی ہے۔ کہ جس سے مسیحیت کا کھلم کھلا باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ پولوس کے پہلے خط سے ظاہر ہے۔ جو اس نے کرنتھیوں کے نام بھیجا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے:-

کہ اگر مسیح (مردوں سے) جی نہیں اٹھا۔ تو ہماری منادی بھی بے فائدہ ہے۔ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ (اکرنتھیوں باب ۱۵ عدد ۱۴) یعنی اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ تو مسیحی دین باطل ہوگا۔ سو آپ نے بدلائل قویہ یہ ثابت کر دیا۔ کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتارے گئے۔ اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے کشمیر میں آکر فوت ہُوئے۔ اور ان کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔ یہ بات آپ نے انجیل اور تاریخی حوالجات سے ایسے طور پر ثابت کی ہے۔ کہ محقق انسان کو اس کے قبول کرنے کے سوا چارہ ہی نہیں۔ اگر کوئی شخص ان براہین نیرہ پر آگاہ ہونا چاہتا ہو تو اسے حضور کی تصنیف (مسیح ہندوستان میں) کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

۳۔ وحی

علمائے امت میں اجرائے وحی کے متعلق بھی سخت اختلاف ہوا۔ اولیاء کرام جیسے محی الدین ابن العربی اور سید عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی وغیرہ تو اس بات کے قائل تھے۔ کہ امتِ محمدیہ میں ایسی وحی جس میں تبشیر و انذار ہو۔ باقی ہے۔ لیکن بہت سے علماء نے اجرائے وحی سے بالکل انکار کر دیا۔ اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو وحی نہیں ہو سکتی اس طرح انہوں نے وہ واسطہ جو بندے اور خدا کے درمیان محبت کو پیوستہ اور مضبوط بنانے کا تھا قطع کر دیا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص نہایت بے قراری اور تڑپ اور گریہ وزاری کرتے ہُوئے اپنے محبوب کے دروازے پر جا گرے۔ اور سالہا سال روتا رہے۔ مگر محبوب دروازہ نہ کھولے۔ اور نہ کوئی جواب دے۔ تو یقیناً وُہ عاشق مایوس ہو کر یہ خیال کرے گا۔ کہ یا تو محبوب مر گیا۔ یا مجھے دھوکا دیا گیا۔ پس اسی طرح اگر اللہ تعالےٰ بھی اپنے موجود ہونے کا دیدار سے نہ سہی گفتار سے بھی پتہ نہیں دیتا۔ تو پھر اس کے عشاق بھی اس سے ناامید ہو کر آخر اُسے چھوڑ دیں گے۔ ؎

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رُخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے۔ تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی۔

انسان کی فطرت میں یہ بات ودیعت کی گئی ہے۔ کہ جس محبوب کی گفتار کے سننے اور چہرہ کے دیکھنے سے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے محروم سمجھے۔ تو اس سے محبت و عشق نہیں کیا کرتا۔ پھر اگر خدا تعالےٰ بھی ایسا ہی محبوب ہے۔ تو پھر عشاق ... محبت ٹھیرائیں گے۔ نیز محبوب کا باوجود قدرت کے کلام نہ کرنا اس کے ... علامت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

کسے شوی عاشق رُخ یارے   تا نہ بردل زخش کند کارے
ہمچنیں زاں لبے دو گفتارے   آں کنند کارہا کہ دیدارے

لاجرم عشق دلبر خوشخو | خیزد از گفتگو چو دیدن رو
گفتگو را کشش بود بسیار | بے سخن کم اثر کند دیدار
ہر کہ ذوق کلام یافتہ است | راز ایں راہ تمام یافتہ است
زیر لب گفتگوئے جانانے | زندگی بخشدت بیک آنے
دوزخی کز عذاب پر چوں خم | اصل آن ہست لا یکلمہم

پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے مرد چھوڑ عورتوں کو بھی وحی ہو۔ مگر امت محمدیہ کے مردوں میں سے بھی کوئی اس نعمت کا مستحق نہ ہو۔ پس بتلاؤ۔ کہ یہ امت کیسے خیر الامم ہو سکتی ہے۔

اگر اس پر روحانی نعمتوں کے دروازے مسدود سمجھے جائیں ۔

پس یاد رکھو کہ اسلام کی یہ امتیازی خوبی ہے۔ جس میں دوسرے مذاہب اس کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ اور یہی زندہ دین کی علامت ہے کہ وہ انسان کو با خدا انسان بنا کر خدا سے ہمکلام کرا دیتا ہے۔ اسی لئے حکم عدل نے فرمایا۔

"یہ خیال مت کرو۔ کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا۔ بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو۔ تا وہ ان میں داخل ہو۔ قرآن شریف پر شریعت ختم ہوئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے۔ جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہیں" (کشتی نوح)

پھر فرمایا۔

"وہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے۔ اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں۔ بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اسے عزیزو۔ اسے پیارو۔ یقیناً سمجھ لو۔ کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے پاک بندوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے۔ یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے۔ اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کر دے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ [illegible] ہیں۔ ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔" (لیکچر لاہور)

پھر آپ نے آیت اللہ نور السمٰوٰت والارض کی نہایت لطیف تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ کوئی شخص نور وحی سے مستفیض نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ نور قلب اور نور عقل سے مزین نہ ہو۔ یہی سنت اللہ ہے۔ پس اپنے قلب اور عقل کو نورانی بناؤ۔ اور تزکیہ نفس کرو۔ تا تم پر نور وحی نازل ہو۔ جیسا کہ اندھا جس کی آنکھوں میں نور بینائی نہیں ہے۔ وہ شمس کے نور سے مستفید نہیں ہو سکتا اسی طرح جس کا قلب اور عقل ظلمانی ہے وہ بھی نور وحی کے نزول کا محل نہیں بن سکتا"۔

۴۔ ختم نبوت

علمائے امت میں امکان نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارہ میں بھی سخت اختلاف ہوا۔ بعض اکابر علماء نے کہا۔ کہ آپ کے بعد غیر تشریعی نبی جو تابع شریعت محمدیہ ہو۔ آ سکتا ہے۔ جیسا کہ امام ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں کہا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا اور نبی بن جاتا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ بھی نبی ہو جاتے تو پھر بھی وہ آپ کے اتباع میں سے ہی ہوتے۔ ایسے ہی شیخ محی الدین ابن العربی وغیرہ کا عقیدہ تھا۔ مگر بعض علماء اس عقیدہ کے سخت مخالف تھے اور کہتے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد باب نبوت مطلقاً مسدود ہے۔ اس لئے آپ نے بحیثیت حکم عدل اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ۔

"ایسا ہی چاہیئے۔ کہ نہ تو ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انکار کریں۔ اور نہ ختم نبوت کے یہ معنی سمجھ لیں جس سے اس امت پر مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا دروازہ بند ہو جائے اور یاد رہے۔ کہ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جو صاحب شریعت ہو۔ یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پا سکتا ہو۔ بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور متابعت نبوی کی نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے۔ کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ مگر نبوت شریعت یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے"۔

اسی طرح آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"زبان عرب میں لٰکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا [illegible] اس کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کی رو سے اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی۔ مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیوں کے لئے مہر ٹھیرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ کی پیروی کی مہر کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنی تھے جن کو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلعم کی سراسر مذمت اور منقصت ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے۔ کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں۔ (چشمۂ مسیحی)

پس آپ نے قائلین اجرائے نبوت کو حق پر قرار دیتے ہوئے ان کے عقیدہ میں ایک ترمیم فرمائی اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی مستقل یعنی جس کی نبوت آپ کے فیض اور متابعت کا نتیجہ نہ ہو۔ آپ کے بعد نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اس سے شان خاتمیت میں فرق آتا ہے۔

۵۔ قرآن مجید۔ سنت۔ حدیث

اصل سبب جس کی وجہ سے امت میں اختلاف ہوا۔ اور مذہب فرقوں کی بنیاد پڑی وہ احادیث اور قرآن مجید کے مراتب کی عدم شناخت تھی۔ بعض نے تو احادیث کو قرآن پر قاضی اور حاکم قرار دیا اور قرآن مجید کی آیات کو احادیث سے منسوخ کرنا شروع کر دیا۔ اور بعض نے احادیث کا ہی بالکل انکار کر دیا۔ اور سب مجموعہ احادیث کو لغو اور بیکار قرار دیا۔ آپ نے بحیثیت حکم عدل فرمایا۔

"مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی چیز قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔ (۲) دوسری سنت ہے۔ اور سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے۔ اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی۔ اور ہمیشہ ساتھ ہی رہیگی۔ (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں۔ کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلعم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعہ جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا۔ اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف کے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلعم قرآن شریف کی اشاعت کیلئے مامور تھے۔ ایسا ہی سنت کی اقامت کیلئے بھی مامور تھے پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔"

پس مذہب اسلم یہی ہے۔ کہ نہ تو اس زمانہ کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نہ حدیثوں کو مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھیرایا جاوے۔ بلکہ چاہیئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے۔ اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اس کو

بسر وچشم قبول کیا جائے۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت اور نادان وہ شخص ہے۔ جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔"

(ریویو مباحثہ محمد حسین بٹالوی وچکڑالوی)

پھر آپ نے ایک طرف تو احادیث کی قدر کرنے کے لئے سخت تاکید کی اور فرمایا کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تاکید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ دوسری طرف آپ نے احادیث کو قبول کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شروط لگائیں۔

(۱) اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو۔ شائد تعارض تمہاری غلطی ہو۔ (۲) اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو۔ تو ایسی حدیث کو پھینکدو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں (۳) اگر کسی حدیث کو ضعیف بھی کہا گیا ہو۔ مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کو قبول کرلو کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے (۴) اگر کوئی ایسی حدیث ہے۔ جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اسی کو سچی سمجھو۔

دیکھو کیسے مبارک اصول ہیں جن کو ہر فطرت سلیمہ قبول کرنے کے لئے تیار ہے۔ تمام فرقوں کا اگر اتفاق و اتحاد ہو سکتا ہے تو اسی طریق کو اختیار کرنے سے جسے حکم عدل نے بیان فرما دیا۔

۶۔ عقل و قرآن

مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جو ہر ایک امر کا عقل سے ہی فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ ایسے لوگ جب دیکھتے ہیں۔ کہ وجود ملائکہ اور وجود جنت وجہنم جیسا کہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے۔ ان تک ان کی عقل نہیں پہنچتی۔ تو ان سے منکر ہو کر تاویلات رکیکہ شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ملائکہ سے مراد صرف قوتیں اور جنت و جہنم صرف ایک روحانی راحت اور رنج کا نام ہے۔ ان کے مقابل پر دوسرا گروہ ہے۔ جس نے عقل کو بکلی معطل کر دیا ہے۔ اور قرآن شریف کو چھوڑ کر جو سرچشمہ تمام علوم الٰہیہ ہے۔ روایات و اقوال بے سروپا کو مضبوط پکڑ لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بحیثیت حکم عدل دونوں گروہوں کو قرآن کریم کی عظمت کی قدر کرنے کی طرف توجہ دلائی اور اس کے نور کی رہنمائی سے عقل سے بھی کام لینے کی تاکید کی۔

فرمایا اگر کوئی حدیث بھی قرآن کریم کے مخالف ہو تو فی الفور اس کو چھوڑ دیں۔ اور پہلے گروہ کو سمجھایا۔ کہ آلہ دریافت مجہولات صرف عقل ہی نہیں ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی صداقتیں اور انتہائی مقام کے معارف تو وہی ہیں۔ جو بذریعہ مکاشفات صحیحہ ثابت ہوتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو عقل فی نفسہ بغیر استعانت ان رفقاء ثلاثہ کے کبھی یقین کے مرتبہ تک نہیں پہونچ سکتی (۱) اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات کے متعلق ہے تو اس وقت رفیق اس کا جو اس کے حکم کو یقین کامل تک پہونچائے مشاہدہ صحیحہ اور تجربہ ہے۔ (۲) اگر حکم عقل کا واقعات گذشتہ کے متعلق ہے۔ تو اس وقت وہ تواریخ۔ اخبار۔ خطوط مراسلات کی محتاج ہے۔ (۳) اگر حکم عقل کا ماوراء المحسوسات کے متعلق ہے۔ تو اس وقت جو کامل یقین دلاتا ہے۔ اس کا نام الہام اور وحی ہے۔ سچ ہے ؎

عقل اندھی ہے اگر نیر الہام نہ ہو

۷۔ سائنس اور قرآن

آج کل کے علماء یہ سمجھ رہے تھے کہ قرآن مجید کے معارف وحقائق جو پہلے مفسرین بیان کرچکے ان سے زیادہ کوئی نہیں بیان کر سکتا اور ان کے ہر رطب ویابس قول کو ماننے کے لئے لوگوں کو مجبور کرتے تھے۔ لیکن نو تعلیم یافتہ طبقہ نے جب ان اقوال کو تجارب صحیحہ اور مشاہدہ کے خلاف پایا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہوں نے دین کو ترک کرنا شروع کر دیا۔ اور یہ خیال کر لیا۔ کہ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہوتا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ وہ سائنس کے خلاف ہوتا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بطور قول فصل فرمایا

"اللہ جل شانہ کی کوئی مصنوع دقائق وغرائب خواص سے خالی نہیں۔ اور ایک مکھی کے خواص اور عجائبات کی قیامت تک تفتیش وتحقیقات کرتے جائیں تو وہ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ تو اب سوچنا چاہئیے۔ کہ کیا خواص وعجائبات قرآن کریم کے اپنے قدر و اندازہ میں مکھی جتنے بھی نہیں؟ بلا شبہ وہ عجائبات تمام مخلوقات کے مجموعی عجائبات سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اور ان کا انکار در حقیقت قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا انکار ہے۔"

پھر فرمایا۔ "قرآن کریم میں بڑی بھاری وجہ اعجاز کی یہ ہے کہ وہ جامع حقائق غیر متناہیہ ہے۔ مگر بغیر وقت کے وہ ظاہر نہیں ہوتے رہتے جیسے جیسے وقت کے مشکلات تقاضا کرتی ہیں۔ وہ معارف خفیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔"

پس قانون قدرت خدا کا فعل ہے۔ اور قرآن مجید خدا تعالیٰ کا قول ہے۔ اس لئے جو حقائق بھی بذریعہ تجارب اور مشاہدات صحیحہ ثابت ہوں گے ضرور ہے کہ قرآن مجید کے مخالف نہ ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص یہ دیکھے کہ قرآن مجید کی کوئی بات امر مشہودہ محسوسہ کے خلاف ہے تو وہ اس کی ناسمجھی ہوگی۔ اسے چاہیئے کہ قرآن میں تدبر اور تفکر سے کام لے ضرور ہے کہ ایک روز اس پر اس کی غلطی ظاہر ہو جائیگی۔ پس آپ نے قرآن مجید کے نئے نئے معارف اور حقائق ودقائق معلوم کرنے کے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔ اور سائنس اور علوم قرآن مجید کے درمیان صلح کرادی۔

۸۔ نماز

نماز جو کہ دعاؤں کا خزینہ اور تمام کامیابیوں اور قرب الٰہی کی کنجی ہے۔ اور اسی سے مومن اطمینان قلب پاتا ہے۔ اس کے متعلق بھی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ بعض تو کہتے کہ مسنونہ دعاؤں کے سوا اپنی زبان میں دعا کرنا جائز نہیں۔ ایسے لوگوں کی نمازیں رسم وعادت کی رہ گئی تھیں۔ اور بعض لوگوں نے اس کے خلاف اس امر پر رسالے لکھے۔ کہ ساری نماز اپنی زبان میں پڑھنی چاہیئے۔ سو حکم عدل نے اس اختلاف کا یوں حل فرمایا۔

"طوطے کی طرح مت پڑھو۔ سوائے قرآن شریف کے جو رب جلیل کا کلام ہے۔ اور سوائے ادعیہ ماثورہ کے کہ نبی کریم صلعم کا معمول ہیں۔ نماز بابرکت نہ ہوگی۔ جب تک اپنی زبان میں اپنے مطالب نہ بیان کرو۔ اس لئے ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے۔ اور رکوع میں اور سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو پیش کرے۔ ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں ..... الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بننا چاہیئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کیلئے پڑھنا چاہیئے۔ مگر حقیقت کو پاؤ۔"

(مجموعہ فتاوی صفحہ ۲۵۲)

۹۔ مسئلہ قضاء و قدر

مسئلہ قضاء وقدر کے متعلق بہت کثرت سے جھگڑے پیدا ہو رہے تھے۔ بعض فرقے اس مسئلہ کے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے مشہور فرقے مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ مرجیہ تو انسان کو اپنے تمام اعمال میں مجبور خیال کرتے ان کے نزدیک ایمان کے ساتھ معصیت انسان کو ضرر نہیں دیتی اور کفر کے ساتھ نیکی فائدہ نہیں دیتی اور قدریہ قدر کے منکر تھے۔ اور انسان کو بکلی آزاد خیال کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بحیثیت حکم عادل اس کی حقیقت کو یوں واضح کیا۔

"قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاء وقدر کا قانون ہے۔ کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے۔ اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء وقدر کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں۔ جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں۔ اور اگر ایسے لوگ ہیں۔ کہ گنہگار ہو چکے ہیں۔ تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے۔ کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں "زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے۔ اور کوئی چیز قضاء و قدر کے احکام کی تابع ہے۔ اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے۔ کیا بادل کیا ہوا کیا آگ۔ کیا زمین سب خدا کی تقدیس میں محو ہیں۔ اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے۔ تو الٰہی قضاء و قدر کے احکام کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں۔ کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جوا ہر ایک کی گردن پر ہے" (کشتی نوح)

۱۰۔ معجزات

مسلمانوں کا ایک گروہ معجزات اور خارق عادت امور کا بالکل منکر تھا۔ اور ایک گروہ نے انبیاء اور اولیاء کی طرف ایسے معجزات اور کرامات منسوب کیں۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف اور ان پر ایمان لانے سے شرک تک نوبت پہنچتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں فریق کا ذکر کرتے ہوئے بحیثیت حکم عدل فرمایا۔ "معجزات اور کرامات جو عوام الناس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ سراسر سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اور جیسے ایک فریق نے سرے سے انکار معجزات کر کے اپنے تئیں تفریط کی حد تک پہنچا دیا ہے۔ ایسا ہی ان کے مقابل پر دوسرے فریق نے معجزات کے بارے میں سخت غلو کر کے اپنی بات کو افراط کی حد تک پہنچا دیا ہے اور درمیانی راہ کو دونوں فریق نے ترک کر دیا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اگر معجزات نہ ہوں۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے وجود پر کوئی قطعی اور یقینی علامت باقی نہیں رہتی۔ اور اگر معجزات اس رنگ کے ہوں جس کا ابھی بیان کیا گیا ہے۔ تو پھر ایمان کے ثمرات مفقود ہو جاتے ہیں۔ اور ایمان ایمان نہیں رہتا۔ اور شرک تک نوبت پہنچتی ہے۔" (براہین حصہ پنجم)

۱۱۔ صوفیاء اور شرعی علماء

صوفی مشرب گروہ تو شرعی علماء کو جاہل اور مغز اسلام سے ناواقف اور جاہل قرار دیتے تھے۔ اور شرعی علماء کا گروہ صوفیا کو کافر اور زندیق خیال کرتا تھا۔ اس طرح دونوں گروہوں میں سخت عداوت اور دشمنی تھی صوفی مشرب گروہ بھی صراط مستقیم سے دور نکل گیا تھا۔ انہوں نے دین میں ایسی ایسی بدعات نکالی تھیں۔ جن کا خدا کی کتاب اور حدیث رسول میں قطعاً تذکرہ نہ تھا۔ اور ان کے مخالف گروہ نے بڑے بڑے اولیاء کو ان کے بعض کلمات پر جو ان کی زبانوں پر خدا تعالیٰ سے شدت اتصال کی وجہ سے لقاء اور فناء کے مرتبہ میں جاری ہوئے۔ جیسے لیس فی جبتی سوی اللّٰہ وغیرہ انہیں کافر مشرک اور دجال وغیرہ کے القاب دیئے۔ یہ گروہ بھی جادۂ مستقیم سے دور جا پڑا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور محبت اور اس کے آثار اور نتائج کو ایسے طریق پر بیان فرمایا جس سے فریقین کی غلطی واضح ہو گئی فرمایا۔ "یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کمال محبت کی یہی علامت ہے۔ کہ محب میں ظلی طور پر الٰہی صفات پیدا ہو جائیں۔ اور جب تک ایسا ظہور میں نہ آوے۔ تب تک دعوےٰ محبت جھوٹے ہیں۔ مگر ایسا کوئی اختیار اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو نہیں مل سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی توحید ذات و صفات کے منافی ہو۔ محبت کاملہ کی مثال بعینہٖ لوہے کی وہ حالت ہے۔ جبکہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔ اور اس قدر آگ اس میں اثر کرے۔ کہ وہ خود آگ بن جائے۔ پس اگرچہ وہ اپنی اصلیت میں لوہا ہے آگ نہیں ہے۔ مگر چونکہ آگ نہایت درجہ اس پر غلبہ کر گئی ہے۔ اس لئے آگ کے صفات اسی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ آگ کیطرح جلا سکتا ہے۔ آگ کیطرح اس میں روشنی ہے پس محبت الٰہیہ کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اس رنگ سے رنگین ہو جائے۔ اور اگر اسلام اس حقیقت تک نہ پہنچا سکتا۔ تو وہ کچھ چیز نہ تھا۔ لیکن اسلام اس حقیقت تک پہنچاتا ہے۔ اول انسان کو چاہیئے۔ کہ لوہے کیطرح اپنی استقامت اور ایمان کی مضبوطی میں بنجائے۔ کیونکہ اگر ایمانی حالت خس و خاشاک کیطرح ہے، تو آگ اس کو چھوتے ہی بھسم کر دیگی پھر کیونکر وہ آگ کا مظہر بن سکتا ہے" (براہین حصہ پنجم)

پھر ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔ "اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسروں کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہو جاتی ہے"

۱۲۔ جہاد اور خونی مہدی

اکثر مسلمان جہاد کی اصل غرض اور حقیقی سبب نہ سمجھنے کیوجہ سے یہ خیال کرتے تھے۔ کہ سب کافروں کو قتل کرنا جائز ہے۔ اور دوسری قوموں سے بغض رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ ان کے اس عقیدہ کیوجہ سے اسلام پر بہت اعتراضات کئے گئے۔ اور اعدائے ملت نے یہ کہا کہ مذہب اسلام ایک خونی مذہب ہے۔ جس میں روحانیت اور امن کی تعلیم کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ وہ تلوار کے ذریعہ پھیلا۔ اور تشدد کے بل بوتے پر اس کی پرورش ہوئی۔ اور یہ عقیدہ جب سے مسلمانوں میں پھیلا۔ تب سے ان کے اخلاق بگڑنے شروع ہو گئے۔ اور باوجودیکہ وہ یورپ میں علوم فلسفہ۔ منطق۔ حساب۔ جبر۔ ہندسہ وغیرہ پھیلانے والے تھے۔ مگر اس کے بعد قوت فکریہ ان سے مسلوب ہو گئی۔ اور روز بروز علم میں کمزور ہوتے چلے گئے۔ وہ خود فخریہ طور پر کہنے لگے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

سنہ ۱۹۲۵ء میں جب شام میں مظاہرات ہوئے۔ تو اسوقت مظاہرہ کا شعار دین محمد دین السیف ہوتا تھا۔ اسی طرح میں نے بکریوں کے دودھ والے بچوں کو جن کی عمر دس دس سال کی ہوگی شام میں لڑتے دیکھا تو انمیں سے ایک جب دوسرے کو مارنے کے لئے دوڑتا۔ تو دین محمد دین السیف کا نعرہ لگاتا تھا۔ پس اکثر مسلمان یہی سمجھتے تھے۔ کہ اسلام کی اشاعت بزور شمشیر کرنی چاہیئے۔ مگر آپ نے فرمایا۔ "کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں (۱) دفاعی طور پر یعنے بطریق حفاظت خود اختیاری (۲) بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون (۳) بطور آزادی قائم کرنے کے یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے۔ پس جس حالت میں اسلام میں یہ ہدایت ہی نہیں۔ کہ کسی شخص کو جبر اور قتل کی دھمکی سے دین میں داخل کیا جائے تو پھر کسی خونی مہدی یا خونی مسیح کا انتظار کرنا سراسر لغو اور بیہودہ ہے کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ قرآنی تعلیم کے برخلاف کوئی ایسا انسان بھی دنیا میں آئے۔ جو تلوار کے ساتھ لوگوں کو مسلمان کرے۔" (مسیح ہندوستان میں)

پس آپ نے ثابت کیا۔ کہ اسلام سلامتی اور راستی اور امن پسندی کا مذہب ہے۔ اور اپنی روحانیت کی قوت سے وہ دنیا میں پھیلا۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اسوقت اسی لئے بھیجا ہے۔ کہ بغیر کسی جنگ کے میں اسلام کو دنیا میں پھیلاؤں اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے موافق دینی جنگوں کو موقوف کروں۔ اور اس اعتراض کا (کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا) غلط ہونا ثابت کروں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو وحی کرے گا۔ انی انزلت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالہم فاحرز عبادی الی الطور۔ اور عباد سے مراد یاجوج ماجوج یورپ کی طاقتیں ہیں۔ جو تمام دنیا میں پھیل گئی ہیں اور طور سے مراد تجلیات حقہ کا مقام ہے جس میں انوار و برکات اور عظیم الشان معجزات اور ہیبتناک آیات صادر ہوتی ہیں۔ اور خلاصہ اس پیشگوئی کا یہ ہے۔ کہ مسیح موعود جب آئیگا۔ تو وہ ان زبردست طاقتوں سے جنگ نہیں کریگا۔ بلکہ دین اسلام کو زمین پر پھیلانے کے لئے وہی چمکتے ہوئے انوار اس پر نازل ہونگے۔ جو موسیٰ نبی پر کوہ طور میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس طور سے مراد چمکدار تجلیات الٰہیہ ہیں۔ جو معجزات اور کرامات اور خرق عادت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ظہور میں آئیں۔ اور اس پیشگوئی میں اس طرف اشارہ تھا۔ کہ مسلمانوں کی ترقی دین کی طرف رجوع کرنے میں ہے جب وہ خدا تعالیٰ کیطرف جھکیں گے۔ اور اس کے آگے چیخ و پکار کریں گے۔ اور اس کے دین کی نصرت میں لگجائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کا ناصر و مددگار ہوگا۔ اور ان پر ترقی کی راہیں کھولدیگا۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا۔

۱۳۔ سیاسی معاملات میں راہنمائی

پھر جیسا کہ آپ نے دینی لحاظ سے تمام اختلافات کا فیصلہ کیا۔ ویسے ہی آپ نے سیاسی معاملات میں مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ اور نصیحت کی۔ کہ حکومت وقت کے قوانین کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اور حکومت سے کہا۔ کہ مسلمان چونکہ سینکڑوں سال تک ہندوستان میں بادشاہت کر چکے ہیں۔ اس لئے انہیں ممتاز مناصب دے۔ اور ہندوؤں کے متعلق سمجھ لے۔ کہ جب وہ موقعہ اس کے خلاف بغاوت کا پائینگے اس کے خلاف کھڑے ہو جائینگے۔ کیونکہ اسلامی بادشاہوں نے ان پر وہ وہ احسانات کئے۔ جن کی دوسری بادشاہوں میں نظیر تلاش کرنا بے سود ہے۔ مگر ہندوؤں نے ان احسانات کا یہ بدلہ دیا کہ ان کی شان میں گستاخیاں کیں سخت سے سخت ان پر اتہامات تراشے اور انہیں ظالم اور سفاک اور خونی اور ڈاکو وغیرہ القاب سے ملقب کیا۔ لیکن نہ تو حکومت نے آپکے اس مشورہ پر عمل کیا۔ اور نہ ہی عام مسلمانوں نے

مگر زمانہ نے آپ کی رائے کا صائب ہونا ظاہر کر دیا۔ اور حکومت اور مسلمان دونوں ہندوؤں کی ذہنیت کو سمجھ گئے اگر حکومت آپ کی رائے پر عمل کرتی۔ تو آج اسے ان تکالیف کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جو ہندوؤں کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں۔ اسی طرح جب مسلمانوں نے اس حکم عدل کے فیصلوں کو جو خدا تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا تھا نہ مانا۔ تو آخر ایک دشمن اسلام بت پرست کے پاؤں پر گرے اور اسے مسیحا اور مذکر اور نبی وغیرہ کے القاب دیئے چنانچہ چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) مولانا شوکت علی نے جو اب ہندوؤں کی حقیقت کو سمجھ چکے ہیں۔ گاندھی جی کے متعلق کہا۔ "اسلام کے نازک زمانہ میں مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ اور دنیا میں پیغام حق پہونچائیں گے۔ مگر اس وقت ان کی جگہ مہاتما گاندھی تشریف لائے ہیں۔ پیسہ اخبار ۱۸ نومبر ۱۹۲۰ء" (ب) اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے تو خدا کو راضی کرو گے"۔ (مدینہ بجنور ۱۲ جنوری ۱۹۲۰ء)

(۲) مولوی عبد الماجد بدایونی نے کہا۔ خدا نے مسٹر گاندھی کو تمہارے لئے مذکر بنا کر بھیجا ہے۔ (ذوالقرنین اخبار دہلی جلد ۲۰۴۵)

(۳) تقریر ظفر الملک۔ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ (اتفاق دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۴) خادمان ارکین انجمن اسلامیہ بریلی نے مسٹر گاندھی کی نسبت کہا۔

اک دھوم مچ گئی کہ مسیحا وہ آگئے ۔ کرتے ہیں درد کا جو مداوا وہ آگئے
تعریف کر سکے کوئی انکی یہ نادرست ۔ خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

(۵) مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی لکھنؤ نے مسٹر گاندھی کی اتباع کا اعلان بایں الفاظ کیا۔

عمرے کہ بآیات و احادیث برفت ۔ رفتم و نثار بت پرستی کردیم

مگر مسٹر گاندھی سے مسلمانوں کو جو فائدہ پہونچا۔ وہ آج لیڈران اسلام سے پوچھنا چاہئیے۔ آج دنیا پر کھل گیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے حامی نہیں بلکہ سخت دشمن ہیں۔

پس اے فرزندان اسلام تم حقیقی امام الزمان کی شناخت کی فکر کرو جس سے تمہاری ترقیات وابستہ ہیں۔ اور اے فرزندان احمدیت جنہوں نے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کے حکم عدل کو قبول کیا ہے اس کے فیصلوں کو عظمت کی نگاہ سے دیکھو۔ اس کے کسی فیصلہ یا فعل پر کوئی کدورت یا رنج آتا ہے۔ تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنیوالا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی حکم عدل ہیں تو پھر آپ کے ہر حکم اور فعل کے آگے جھک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی اہم قرار دادیں

۲۶ دسمبر مغرب کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس انتخاب مضامین کا اجلاس زیر صدارت جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب منعقد ہوا۔ جس میں وزیر اعظم کے اعلان پر اظہار مایوسی کیا گیا۔ سندھ کو جداگانہ صوبہ بلا شرط قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ سرحد میں فوری اصلاحات کے نفاذ اور قوانین سرحد کی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کو جلدی عملی جامہ پہنانے کا مطالبہ اور آرڈی نینسوں کے نفاذ پر اظہار ناراضگی کیا گیا۔ اور حکومت پر زور دیا گیا۔ کہ بہتر فضاء پیدا کرنے کے لئے آرڈی ننسوں کو واپس لے لیا جائے۔ ایک قرارداد میں ہندوستان میں دہشت زدگی کے جرائم کی مذمت کی گئی۔ اور ایک میں یو۔ پی میں عدم ادائے محاصل کی مہم شروع کرنے کی مذمت کی گئی۔ نیز لیگ اور کانفرنس کے الحاق کے لئے ایک سب کمیٹی بغرض گفتگو بھی مقرر کی گئی۔

۲۷ دسمبر کو لیگ کا کھلا اجلاس منعقد ہوا۔

سب سے پہلے ایوان لیگ نے لیگ کے آئین و ضوابط میں ترمیم کے مسئلہ پر بحث شروع کی۔ اور سب سے پہلے اہم تبدیلی جو آج صبح منظور ہوئی۔ لیگ کے مقصد کے متعلق تھی۔ اب تک لیگ کا مقصد تمام پرامن ذرائع سے ہندوستان کے لئے سوراج کا حصول تھا۔ سب کمیٹی نے تجویز کی ہے۔ کہ اس میں تبدیلی کی جائے۔ اور مقصد ہندوستان کے لئے کامل ذمہ دارانہ حکومت کا پرامن اور آئینی ذرائع سے حصول قرار دیا جائے۔ مسلم لیگ کا اجلاس ختم ہونے سے قبل سر محمد یعقوب نے صدر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف مظاہروں کا تذکرہ کیا۔ اور ان اشخاص پر سخت نکتہ چینی کی۔ جو ان کے لئے ذمہ دار تھے۔ آپ نے کہا۔ تمام ایجی ٹیشن کے باوجود اجلاس کو عدیم النظیر کامیابی حاصل ہوئی۔ ایسا شاندار اجلاس لیگ کی تاریخ میں کبھی منعقد نہیں ہوا۔ اور کونسل کے ارکان نے غیر معمولی تعداد میں شرکت کی ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں کہا۔ میری صدارت کی مخالفت سے لیگ میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ آپ نے ہندوستان میں اسلام کے مستقبل پر اپنے غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا۔

میر واعظ محمد یوسف صاحب سے اپیل

ہم مسلمانان کشمیر عرصہ دراز سے تکالیف برداشت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں سے دبے ہوئے ہیں۔ جب یہ تکالیف حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ تو ہم مسلمانوں نے بسر کردگی شیخ محمد عبد اللہ صاحب صداقت کی آواز بلند کی۔ اور دنیا پر ظاہر کیا۔ کہ کشمیر میں صدیوں سے ہم پر کیا گذر رہی ہے۔ اور کس طرح ہم کو ایک ریوڑ کی طرح ظلم اور تشدد کے ڈنڈے سے ہانکا جا رہا ہے۔ جب یہ آواز جو صدیوں سے ہمارے سینوں میں دبی ہوئی تھی۔ باہر آئی۔ اور قوم کی بڑی بڑی ہستیوں نے اس آواز پر لبیک کہا۔ اور مردانہ وار اس تحریک میں شامل ہوئے۔ ان مذکورہ ہستیوں میں اگر میں مولانا محمد یوسف صاحب کا نام نہ لوں۔ تو ایک صریح حق تلفی ہوگی۔ اوائل میں مولانا صاحب اس اسلامی قلعہ کے جس کی تعمیر کے لئے صدیوں کے بچھڑے ہوئے مسلمانوں کے فرقے جمع کئے گئے۔ ایک کارکن معمار ثابت ہوئے۔ انہوں نے جس خلوص اور نیک نیتی سے اسمیں حصہ لیا۔ وہ قابل آفرین ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو تعاون اور اشتراک عمل کا سبق پڑھایا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم لوگ کشمیر سے باہر بہت بدنام ہیں۔ اس بدنامی کے دور کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ ہم آپس میں مل جائیں۔ اور فروعی مسئلوں پر ہرگز آپس میں نہ لڑیں۔ بلکہ یہ بھی فرمایا۔ کہ ہم نے جو قومی استخلاص کا کام شروع کیا ہے۔ اس کے لئے ہم کو بہت سی قربانیاں کرنی ہونگی۔ ان کے لئے تیار رہو۔ اور ہر ایک مشکل کا سامنا کرو جو تمہارے سامنے آجائے۔ آپس میں نفاق پیدا نہ ہونے دو۔ جب یہ آواز مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ گئی۔ تو وہ پھولے نہ سماتے تھے۔ اور بے انتہا مسرور تھے۔

بے شک اس وعدے پر مولانا صاحب ۵ اکتوبر تک قائم رہے اور اس عرصہ میں ایک قابل جرنیل کی طرح اپنے مظلوم مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ لیکن ہائے ہماری بدقسمتی نہ معلوم کہ اس کے بعد کون سے ایسے اسباب پیدا ہوئے جن سے میر واعظ کی کمر ہمت دوتا ہو گئی۔ اور وہ جوش اور ولولے جو پہلے ان کے سینے میں موجزن تھے یکبارگی ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور اس اتحاد کے قلعہ سے جس کی تعمیر میں انہوں نے مدد دی تھی۔ باہر نکل کر اس پر خود تیر اندازی کرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ہر ایک مسلمان کا دل خواہ وہ ان کا محب بھی تھا۔ چور چور ہو گیا۔ اور نہایت بے بسی کی حالت میں کہنے لگا۔ کہ اے مولانا آپ نے یہ کیا غضب ڈھایا۔ ہم کو بے بسی کی حالت میں چھوڑ کر اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ کہ علانیہ اس جماعت کی کھنڈن کرنے لگے جس کے بہت سے نونہال نہایت مظلومی کی حالت میں جان دیکر ہمیشہ کیلئے ہم سے جدا ہو گئے۔ مولانا صاحب اب مسلمانوں کو آپس میں برسر راہ لڑواتے ہیں۔ دشمنوں کے تمسخر کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ اغیار ہماری پھوٹ سے نڈر ہو کر ہمیں ہیچ سمجھنے لگے ہیں۔ ہم میں پھوٹ کیوں پڑی اور وہی پرانی تفرقہ بازیاں پھر کیوں شروع ہوئیں۔ یہ اس لئے کہ مولینا محمد یوسف صاحب ہم سے الگ ہو کر ہم سے برسر پیکار ہو گئے۔ اس لئے میں نہایت عجز سے مولانا صاحب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اے مولانا اس وعدے کو دوبارہ یاد کیجئے۔ جس کا حلف آپ نے خانقاہ معلیٰ کے صحن پاک میں اٹھایا ہے۔ اور قوم کو اپنی ضد کیلئے وقت برباد نہ کیجئے۔ آپ کی مخالفت سے

ورنہ باوصولی قیمت اخبار حسب قاعدہ امانت رہے گا۔ (منیجر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا جلسہ ۱۳ جنوری کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ جس میں بہت سے اہم معاملات پر بحث و تمحیص کی جائے گی۔ ؛

—— گول میز کانفرنس کے مندوب سر محمد اقبال نے اخبارات کے نام جو بیان شائع کیا ہے۔ اس کے دوران میں صوبہ سرحد کے آئیندہ درجہ کے متعلق وزیر اعظم کے فیصلہ کن اظہار خیال کو خوش آمدید کہا ہے۔ مسلمانوں کے دیگر مطالبات کے متعلق آپ نے خدشہ ظاہر کیا۔ کہ انہیں انتظار سے کام لینا پڑے گا۔ اور غالباً اپنے مطالبات اور مقاصد کو منوانے کے لئے انہیں سرگرمی سے کام کرنا پڑے گا۔ آپ نے کہا۔ کہ فرقہ وار تصفیہ اور اقلیتوں کے متعلق کافی ترقی ہوئی ہے۔ لیکن مسٹر گاندھی نے نہایت غیر مستحسن رویہ اختیار کیا۔ اور موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ ؛

—— سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کہ شہر پشاور میں سرخپوشوں کے دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا ہے۔ نیز سرخ پوشوں کے دوسرے مراکز مثلاً اتمان زئی و دوسرے مواضع میں بھی پولیس قابض ہے۔ اتمان خیل میں سرخ پوشوں کے دفتر سے لائسنس کے بغیر رائفلیں برآمد کی گئیں۔ ؛

—— جموں ۲۹ دسمبر۔ انسپکٹر جنرل پولیس جموں نے حسب ذیل تار ہمیں ارسال کیا ہے۔

الفضل ۲۴ دسمبر میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ ۱۹ دسمبر کو بیسیوں ہندو ملزموں میں سے جن کے خلاف مسلمانوں کو قتل و غارت کرنے کا الزام ہے۔ سات ملزموں کی گرفتاری سے امید کی جاتی تھی۔ کہ پولیس تمام ملزموں کو گرفتار کرے گی۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر لاتھر انسپکٹر جنرل پولیس کو وزیر اعظم کشمیر راجہ ہری کشن کول نے ہدایت کی ہے۔ کہ مزید ہندو ملزم گرفتار نہ کئے جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد اب تک کوئی مزید گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔"

یہ خبر صحیح نہیں۔ اوائل نومبر سے فسادات جموں کی تحقیقات سپیشل سٹاف کے سپرد ہے۔ جس کی تفتیش میں کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔ اور تحقیقات کے اختتام پر سپیشل سٹاف سے مشورہ لینے کے بعد انسپکٹر جنرل نے خود تمام فیصلے کئے۔ ؛

"الفضل"۔ اس اطلاع سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وزیر اعظم نے مسٹر لاتھر کو اس بارے میں ہدایت نہیں دی۔ بلکہ انہوں نے مزید گرفتاریاں نہ کرنے کا فیصلہ سپیشل تحقیقاتی سٹاف کے مشورہ سے کیا۔

—— دہلی سے ۲۷ دسمبر کی خبر ہے کہ یہاں زبردست افواہ ہے کہ دہشت زدگی اور عدم ادائیگی لگان کی تحریکوں کے انسداد کے لئے پنجاب میں بھی ایک آرڈی ننس جاری ہونے والا ہے۔ جو یو۔پی اور بنگال آرڈی ننس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔ ؛

—— ۲۷ دسمبر کو لاہور میں جو ریاستی ہندو کانفرنس ہوئی۔ جس کے پیدا کردہ فساد کی وجہ سے تین بے گناہ مسلمانوں کو ہندوؤں نے قتل کر دیا۔ اس میں ہندوؤں اور سکھوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ جس کا نام ہند ریاستی ہندو منڈل ہوگا۔ ؛

—— ۲۸ دسمبر کو شہزادگان حضور نظام اپنے مشاغل اور بیگمات سمیت بمبئی پہونچ گئے۔ ؛

—— حکومت سرحد نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۶ دسمبر کو کوہاٹ کے قریب سرخپوشوں پر منتشر ہو جانے کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر گولی چلائی گئی۔ اس کے نتیجہ میں دس ہلاک اور بیس مجروح ہوئے۔ ایک عورت بھی اتفاقاً ماری گئی جس کے ورثاء کو معاوضہ دینے کا اعلان حکومت نے کیا ہے۔

—— ۲۹ دسمبر کو بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے سردار پٹیل صدر کانگرس نے اعلان کیا۔ کہ آرڈی ننسوں کے نفاذ کے یہ معنی ہیں۔ کہ حکومت ہم سے تعاون کرنا نہیں چاہتی اس لئے ہمارے سامنے بھی یہی راستہ ہے کہ پر امن جنگ کریں۔ اور آخر دم تک لڑتے جائیں۔ اب ہمیں ہر اس چیز کا بائیکاٹ کرنا پڑیگا۔ جو برطانیہ میں بنی ہو۔

—— گاندھی جی کا ارادہ ہے کہ صوبہ سرحد کے حالات کا معائنہ کرنے کی آڑ میں وہاں جا کر مسلمانوں کو حکومت کے خلاف ورغلا کر کے تباہ کرائیں۔ لیکن امید ہے کہ حکومت اجازت نہ دے گی۔ ؛

—— ۲۹ دسمبر کی خبر ہے۔ کہ لاہور میں امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ مشتبہ چال چلن کے اشخاص کی ضمانتیں لے لی گئیں ہیں۔ بہت سی گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔ مشین گنیں واپس کر دی گئی ہیں۔ فساد کے مقدمات کی سماعت کے لئے ایک خاص ہندو مجسٹریٹ مقرر کر دیا گیا ہے۔ بعض مقامات کر فیو آرڈر سے مستثنیٰ کر دئے گئے ہیں۔ مسلمانوں میں اس وجہ سے سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ کہ تفتیش اور مقدمات کا کام ہندو افسروں کے سپرد کیا گیا ہے۔ ؛

—— ہندوستان پونچنے پر گاندھی جی نے ایک بیان کے دوران میں کہا۔ اگر حکومت نے تمام آرڈی ننس واپس لے لئے۔ تو میں کانگرس کو مشورہ دوں گا۔ کہ گول میز کانفرنس کی ہندوستان میں منعقد ہونے والی کمیٹیوں سے تعاون کرے ورنہ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے گا۔

—— بنگال کے سیاسی لیڈر مسٹر بوس نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ کانگرس اگر نوجوانوں پر قابو پانا چاہتی ہے تو اس کا یہی طریق ہے کہ پھر سے جنگی تحریک کا آغاز کیا جائے۔ ؛

—— پشاور سے ۲۹ دسمبر کی اطلاع ہے کہ اس وقت تک ۱۱۲۸ سرخ پوش گرفتار ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۲۵۹ جیل میں بھیج دئے گئے ہیں۔

—— ۲۹ دسمبر کو لاہور میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے لئے ۱۱ احراریوں کا ایک جتھہ نکلا جسے گرفتار کر لیا گیا۔ ؛

—— افسوس کہ مشہور نعت گو چودہری دلورام کوثری جو کچھ عرصہ ہوا مسلمان ہو چکے تھے۔ اور کوثر علی نام رکھوایا تھا۔ ۲۸ دسمبر کو سرائے محمد شفیع واقعہ انار کلی لاہور میں گیارہ بجے دن کے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ؛

—— رنگون کی ایک غیر مصدقہ خبر مظہر ہے کہ خان عبدالغفار خاں ۳۰ دسمبر کو وہاں پہنچا دئے گئے ہیں۔ اور غالباً مشکینا میں نظر بند کر دئے جائیں گے۔

—— ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب اور مولانا غلام رسول مہر مدیر انقلاب ۳۰ دسمبر کو لاہور پہونچ گئے۔ خیر مقدم کے لئے عمائد و اکابر شہر اور احباب کثیر تعداد میں سٹیشن پر موجود تھے۔

—— سری نگر سے ۳۰ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ مسلمانان کشمیر کے رہنما مسٹر محمد عبداللہ نے خواجہ سعدالدین شال کی خواہش پر انہیں ایک ہفتہ کا موقعہ دیا ہے کہ مصالحت کی کوشش کریں۔ ؛

—— سری نگر سے ۲۸ دسمبر کی ایک اطلاع ہے کہ موضع مٹن کے نزدیک جنگل میں آگ لگ گئی ہے۔ جو ۵۰-۶۰ میل کے رقبہ میں پھیل چکی ہے۔ تین شکار گاہیں جل گئی ہیں۔ ہزاروں جانور ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور لاکھوں روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ بارش یا برف باری کے بغیر اس کے فرو ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

حکومت حجاز نے بذریعہ تار اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ سرزمین حجاز میں قحط وبا یا جنگ کے آثار ہیں۔ اور اعلان کیا ہے کہ سلطان حجاز اور امام یمن کے درمیان اتحاد و اتفاق کا معاہدہ ہو گیا ہے۔ ؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔